**OPEN ACCESS:** Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com



# اسلامی بینک کاری میں مشارکت متناقصہ اور جدید مالیاتی اداروں میں رننگ مشارکہ کا شرعی جائزہ

# Shariah Review of Running Musharakah and its Application in Modern Financial Institutions

**Dr. Maqsood Ur Rehman**
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs, University of Malakand, Chakdara Dir Lower
Email: maqsood2121986@gmail.com

**Dr. Muhammad Abdul Haq (Corresponding Author)**
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs, University of Malakand, Chakdara Dir Lower
Email: mabdulhaq.pk@gmail.com

**Dr. Sarzamin Khan**
Theology Teacher GHS Maina Malakand
Email: sarzamin.mscr404@iiu.edu.pk

Received on: 05-10-2025 Accepted on: 15-11-2025

## Abstract

Running Musharakah has emerged as one of the most prominent financing instruments utilized by Islamic commercial banks to cater to the working capital requirements of modern corporate and commercial entities. Transitioning away from conventional interest-based overdraft facilities, Islamic financial institutions have structured Running Musharakah on the classical jurisprudence contracts of Shirkah and Shirkat al-Milk, complemented by mechanisms of Musharakah Mutanaqisah (diminishing partnership) and periodic unit adjustments. This research paper undertakes a rigorous, critical Shariah evaluation of Running Musharakah mechanics as currently practiced in contemporary Islamic banking frameworks. It examines the foundational jurisprudential architecture, operational workflows, profit-calculation methodologies, and loss-sharing implications inherent in these facilities. Furthermore, the study addresses the core structural challenges and contemporary jurisprudential debates surrounding the mechanism, notably the fixed profit rate benchmarks (such as KIBOR/LIBOR), unilateral undertakings (Wad'ah), asset backing integrity, and the legal enforceability of partnership agreements. Employing an analytical and comparative methodology, this paper bridges classical Islamic commercial law (Fiqh al-Mu'amalat) with modern financial engineering, proposing robust Shariah-compliant alternatives to ensure authentic risk-bearing and socio-economic justice within the Islamic banking sector.

**Keywords:** Running Musharakah, Islamic Banking, Working Capital Financing, Diminishing Partnership, Shariah Compliance, KIBOR Benchmarking, Fiqh al-Mu'amalat.

**تعارف**

اسلامی بینکاری اور مالیاتی نظام گزشتہ چند دہائیوں کے دوران عالمی سطح پر ایک متبادل، مستحکم اور تیزی سے ترقی کرنے والے معاشی نظام کے طور پر ابھرا ہے۔ سودی نظام کے متبادل کے طور پر اسلامی مالیات نے شریعت اسلامی کے اصولوں کے مطابق تجارتی و صنعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف مدافعت کی بنیادیں فراہم کی ہیں۔ اس تناظر میں، طویل مدتی سرمایہ کاری اور پراجیکٹ فنانسنگ کے لیے تو 'مضاربت' اور 'مشارکت' جیسے اصولی عقد کامیابی سے استعمال ہوتے رہے ہیں، تاہم تجارتی اداروں اور کارپوریٹ سیکٹر کو درپیش روزمرہ کے مالیاتی امور، جنہیں عاملانہ سرمایہ کہا جاتا ہے، ان کے لیے روایتی بینکاری میں اوور ڈرافٹ اور کیش کریڈٹ جیسی سہولیات کا رواج عام تھا۔ سود پر مبنی ان سہولتوں کا اسلامی نعم البدل فراہم کرنا اسلامی بینکاری کے ماہرین اور فقہائے عصر کے لیے ایک چیلنجنگ مرحلہ رہا ہے۔[1] اس فکری و عملی خلا کو پر کرنے کے لیے اسلامی مالیاتی اداروں نے "رننگ مشارکہ" کی اصطلاح اور طریقہ کار کو متعارف کرایا۔ رننگ مشارکہ دراصل شرکت متناقصہ اور شرکت ملک کی بنیاد پر استوار ایک ایسی تجارتی سہولت ہے جس کے ذریعے بینک اور گاہک (کلائنٹ) مشترکہ طور پر کسی کاروباری اثاثے یا تجارتی عمل میں شریک ہوتے ہیں اور گاہک روزمرہ کے اخراجات اور کاروباری لین دین کے لیے اس سہولت سے نقد رقم استعمال کرتا ہے۔[2] اس طریقہ کار کی شرعی حیثیت، اس کے عملی نفاذ کے مراحل، اور بینکوں کی طرف سے استعمال کیے جانے والے ضوابط پر فقہی حلقوں میں گہرے مباحث پائے جاتے ہیں۔ بعض ماہرین فقہ اسلامی اسے موجودہ معاشی مجبوریوں کے تحت ایک قابل عمل اور جائز متبادل قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض محققین اس میں موجود بعض تجارتی و شرعی سقم مثلاً شرح منافع کے تعین کا طریقہ کار (جیسے بنچمارک کے طور پر KIBOR کا استعمال) اور اصل سرمائے کی ضمانت پر شدید تنقید کرتے ہیں۔[3]

اس مقالے کا بنیادی مقصد جدید اسلامی مالیاتی اداروں میں رننگ مشارکہ کے عملی نفاذ کا ایک تفصیلی، تنقیدی اور تقابلی شرعی جائزہ پیش کرنا ہے۔ مقالہ اس بات کا احاطہ کیا گیا ہے کہ آیا موجودہ دور میں رننگ مشارکہ کے نام پر جو معاہدے کیے جارہے ہیں، وہ کلاسیکی فقہ معاملات کے اصولوں پر پورے اترتے ہیں یا نہیں۔ اس تحقیق میں رننگ مشارکہ کے بنیادی ارکان، شرائط، منافع کی تقسیم کے اصول، اور نقصان برداشت کرنے کی شرعی ذمہ داریوں کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس مطالعے میں اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ جدید بینکاری کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شرعی حدود کی پاسداری کس حد تک ممکن ہے اور اس نظام میں اصلاح کی کیا گنجائش موجود ہے۔

**ادبی جائزہ**

اسلامی بینکاری کے نفاذ اور خاص طور پر عاملانہ سرمائے کے لیے مشارکہ کی تشکیل پر گذشتہ چند دہائیوں میں معتدبہ علمی و تحقیقی کام انجام پایا ہے۔ کلاسیکی فقہی مکاتب فکر نے شرکت کے ابواب میں 'شرکت ملک' اور 'شرکت عقد' (جس میں شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان شامل

ہیں) کی جو تفصیلات بیان کی ہیں، وہ اس جدید مالیاتی آلے کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ تاہم، جدید دور کے ماہرین معاشیات اور فقہائے کرام نے روایتی فقہی احکام کو جدید بینکنگ کے پیچیدہ نظام میں ڈھالنے کے لیے اجتہادی کاوشیں کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی نے اپنی تصانیف میں اسلامی بینکاری کے مختلف طریقوں، خصوصاً مشارکہ اور مضاربت پر مفصل بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک رننگ مشارکہ ایک ایسا لچکدار طریقہ کار ہے جو تجارتی اداروں کو سودی اوور ڈرافٹ سے بچانے کے لیے ناگزیر ہے، بشرطیکہ اس کے عملی نفاذ میں شرعی اصولوں، خصوصاً نفع و نقصان میں حقیقی شرکت اور اثاثوں کی حقیقی ملکیت کو ملحوظ رکھا جائے۔[4] اسی طرح، مفتی تقی عثمانی نے اپنی فقہی آراء اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے اجلاسوں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ جدید بینکاری مصنوعات میں حیلہ بازی سے گریز کیا جانا چاہیے اور مشارکہ کے معاہدوں میں اصل سرمائے کی ضمانت یا پہلے سے متعین منافع کی شرط باطل اور سودی نظام کے مشابہ ہو جاتی ہے۔[5]

بین الاقوامی سطح پر، اسلامک فنانس سروسز بورڈ اور اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوشنز کے جاری کردہ معیارات میں مشارکہ اور اس کی جدید اشکال پر مفصل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ AAOIFI کے سٹینڈرڈ نمبر (۱۲) میں شرکت کے احکام اور اس کے نفاذ کے ضوابط بیان کیے گئے ہیں، جن میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مشارکہ میں نفع کی تقسیم فریقین کے مابین طے شدہ تناسب سے ہونی چاہیے نہ کہ کل سرمائے کے مخصوص فی صد کے حساب سے جو کسی حتمی رقم کے ساتھ مشروط ہو۔[6] مغربی و مشرق وسطیٰ کے محققین، مثلاً سمیع حسن حمود اور مونزر کہف، نے بھی اسلامی بینکاری میں ورکنگ کیپیٹل فنانسنگ کے مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ جب تک بینک کاروباری خطرے میں براہ راست شریک نہیں ہوں گے، تب تک نظام مالیات میں حقیقی اسلامی روح کا حصول مشکل رہے گا۔[7]

تاہم، موجودہ ادبی جائزے کا تجزیہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر پچھلی تحقیقات یا تو فقہی توجیہات تک محدود ہیں یا پھر بینکاری اداروں کے عملی اقدامات کی محض توصیف کرتی ہیں۔ ایسے تحقیقی کام کی شدید کمی ہے جو عصر حاضر کے بینکوں میں نافذ رننگ مشارکہ کے معاہدوں کا فقہی تناظر میں کڑا محاسبہ کرے، خصوصاً شرح سود (KIBOR) کے ساتھ اس کے ربط، یونٹس کی ایڈجسٹمنٹ کے میکنزم، اور خریدار و بینک کے درمیان پائے جانے والے مضمرات کا گہرا تنقیدی جائزہ لے۔ یہ مقالہ اسی علمی خلا کو پُر کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔

**منصوبہ تحقیق:**

رننگ مشارکہ کا نظریاتی ڈھانچہ بنیادی طور پر کلاسیکی اسلامی فقہ کے اصول شرکت اور اصول عقد پر مبنی ہے۔ اسلامی فقہ میں شرکت کی دو بڑی اقسام ہیں:

**۱. شرکت ملک :**

جہاں دو یا دو سے زائد اشخاص کسی مال یا جائیداد میں مشترکہ طور پر بغیر کسی باقاعدہ شرکت عقد کے شریک ہوتے ہیں (مثلاً وراثت یا ہبہ کے نتیجے میں)۔

**۲. شرکت عقد:**

جہاں فریقین باقاعدہ ایجاب و قبول کے ذریعے تجارت یا کاروبار میں شرکت کا معاہدہ کرتے ہیں۔ شرکت عقد کی مزید ذیلی اقسام میں 'شرکت عنان' سب سے زیادہ معروف ہے، جس میں تمام شرکاء کا سرمایہ اور عمل برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا، اور اسی کی بنیاد پر جدید بینکاری میں مشارکہ کی تشکیل کی جاتی ہے۔[8]

رننگ مشارکہ کے نظریاتی ڈھانچے میں درج ذیل فقہی اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

**شرعی و فقہی اصول**

رننگ مشارکہ کی بنیاد چند بنیادی شرعی و فقہی اصولوں پر قائم ہے۔ ان میں پہلا اصول شرکت عنان ہے، جس میں دو یا زیادہ فریق سرمایہ اور محنت ملا کر کاروبار کرتے ہیں اور ہر شریک کا حصہ اور اختیار باہمی معاہدے سے طے ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ شرکت متناقصہ بھی اہم ہے، جس میں ایک شریک (عموماً بینک) کا حصہ بتدریج کم ہوتا جاتا ہے اور دوسرا شریک مرحلہ وار اس کا حصہ خرید کر مکمل مالک بن جاتا ہے۔

نفع کی تقسیم کے بارے میں اصول یہ ہے کہ نفع کی بنیاد تناسب متفقہ پر ہو، یعنی نفع فریقین کے باہمی طے شدہ فیصدی تناسب کے مطابق تقسیم کیا جائے، نہ کہ کسی مقررہ رقم کے حساب سے۔ اس کے برعکس نقصان کی تقسیم بحساب سرمایہ کے اصول کے تحت نقصان ہر شریک اپنے سرمائے کے تناسب سے برداشت کرتا ہے۔

**نفع کی تقسیم کا ضابطہ:**

فقہ حنفی اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک مشارکہ میں نفع کی تقسیم فریقین کے باہمی اتفاق اور طے شدہ تناسب کے مطابق ہوگی، نہ کہ لازماً سرمائے کے تناسب سے۔ البتہ کوئی شریک جو صرف سرمایہ لگائے اور عمل نہ کرے، وہ اپنے سرمائے کے تناسب سے زیادہ نفع کی شرط نہیں رکھ سکتا (امام احمد بن حنبل کے علاوہ جمہور کا یہی مسلک ہے)۔[9]

**نقصان کی تقسیم کا ضابطہ:**

تمام فقہی مکاتب فکر کا اس بات پر اجماع ہے کہ کاروبار میں ہونے والا نقصان قطعی طور پر فریقین کے اصل سرمائے کے تناسب سے تقسیم ہو گا۔ اگر کسی شریک نے پچاس فیصد سرمایہ لگایا ہے تو وہ نقصان بھی پچاس فیصد ہی برداشت کرے گا۔ سرمائے کے تناسب سے ہٹ کر نقصان کی کوئی بھی شرط باطل اور غیر شرعی شمار ہو گی۔[10]

**شرکت متناقصہ:**

اس نظریے کے تحت بینک اپنے گاہک کو کاروبار میں بتدریج حصص فروخت کرتا ہے یا گاہک بینک کے حصص خریدتا رہتا ہے، یہاں تک کہ آخری مرحلے میں کاروبار کا پورا اثاثہ گاہک کی ملکیت میں منتقل ہو جاتا ہے اور بینک کا حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ رننگ مشارکہ میں فنانسنگ کی حد کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے اسی اصول کا سہارا لیا جاتا ہے۔[11]

**رننگ مشارکہ کی ماہیت اور عاملانہ ڈھانچہ**

رننگ مشارکہ دراصل تجارتی اداروں کے لیے ایک جاری رہنے والی فنانسنگ فیسلٹی ہے، جسے بینک اپنے کارپوریٹ اور کمرشل کلائنٹس کو فراہم کرتے ہیں۔ روایتی بینکاری میں اوور ڈرافٹ کی سہولت کے تحت گاہک جب چاہے اپنے کرنٹ اکاؤنٹ سے رقم نکال سکتا ہے اور جتنا عرصہ رقم استعمال ہوتی ہے، اس پر سود ادا کرتا ہے۔ اسلامی بینکاری نے اس عمل کا شرعی متبادل تلاش کرتے ہوئے رننگ مشارکہ کا نظام وضع کیا۔

اس کے عاملانہ ڈھانچے کے درج ذیل اہم مراحل ہوتے ہیں:

**مشترکہ اثاثہ جات کی نشاندہی:**

بینک اور گاہک کے درمیان ایک ماسٹر مشارکہ ایگریمنٹ طے پاتا ہے۔ اس کے تحت گاہک اپنے کسی مخصوص تجارتی اثاثے (مثلاً خام مال، تیار شدہ اشیاء، یا مشینری) میں بینک کو ایک مخصوص تناسب سے حصص فروخت کرتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اثاثہ "شرکت ملک" میں تبدیل ہو جاتا ہے۔[12]

**فنانسنگ کی حد کا تعین:**

بینک گاہک کو ایک طے شدہ حد تک نقد رقم استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ رقم بینک کی طرف سے مشارکہ کے سرمائے کے طور پر کاروبار میں لگائی جاتی ہے۔ گاہک اس رقم کو اپنے کاروباری امور، خریداری اور عاملانہ اخراجات کے لیے استعمال کرتا ہے۔

**روزانہ کی بنیاد پر یونٹس کا اتار چڑھاو:**

چونکہ عاملانہ سرمائے کی ضرورت روزانہ کی بنیاد پر بدلتی رہتی ہے، اس لیے رننگ مشارکہ میں ایک منفرد طریقہ کار اپنایا جاتا ہے جسے یونٹس کی خرید و فروخت کہا جاتا ہے۔ جب گاہک کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بینک کے حصص خرید لیتا ہے (اپنا سرمایہ بڑھاتا ہے)، اور جب گاہک کے پاس اضافی رقم آتی ہے تو وہ بینک کے حصص کی دوبارہ خریداری کر لیتا ہے یا اپنے حصص بینک کو بیچ دیتا ہے، جس سے بینک کی فنانسنگ کم ہو جاتی ہے۔[13]

**منافع کی وصولی اور تقسیم:**

مشارکہ کے اصول کے مطابق، کاروبار سے حاصل ہونے والے حقیقی منافع کو فریقین کے مابین طے شدہ تناسب (مثلاً بینک ۹۵٪ اور گاہک ۵٪، یا جو بھی باہمی اتفاق ہو) کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔ منافع کے حساب کتاب کے لیے ماہانہ یا سہ ماہی بنیادوں پر کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

**فقہی اور شریعت کے تناظر میں تنقیدی جائزہ**

رننگ مشارکہ بظاہر سودی فنانسنگ کا ایک بہترین اسلامی متبادل معلوم ہوتا ہے، تاہم جب اس کے نفاذ کی گہرائی میں اترا جائے تو معاصر فقہائے کرام اور اسلامی مالیات کے ماہرین نے اس کے بعض عملی پہلوؤں پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ یہ تحفظات درج ذیل اہم نکات پر مشتمل ہیں:

**الف۔ بنچ مارک کے طور پر KIBOR کا استعمال**

معاصر اسلامی بینک رننگ مشارکہ میں منافع کی متوقع شرح طے کرنے کے لیے روایتی شرح سود کے اشاریے، مثلاً کراچی انٹر بینک آفرڈ ریٹ (KIBOR)، کو بطور بنچ مارک استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ نظریاتی طور پر KIBOR کو صرف ایک اشاریہ مانا جاتا ہے اور معاہدے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اصل منافع حقیقی تجارتی کارکردگی پر منحصر ہو گا، لیکن عملاً یہ دیکھا گیا ہے کہ بینک اور گاہک پہلے سے ہی سود کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق منافع کی شرح طے کر لیتے ہیں۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ حقیقی مشارکہ ہے یا محض سودی لین دین کا شرعی لباس ہے۔[14]

**ب۔ اصل سرمائے کی ضمانت اور وعدہ**

شرعی اصولوں کے مطابق مشارکہ میں کسی بھی شریک کا اصل سرمایہ محفوظ ہونے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ کاروبار میں نفع کے ساتھ ساتھ نقصان کا خطرہ بھی لازم ہے۔ تاہم، رننگ مشارکہ میں بینک اپنے سرمائے کے تحفظ کے لیے مختلف قانونی حیلے استعمال کرتے

ہیں، جن میں یکطرفہ وعدہ اور ہبہ کے معاہدے شامل ہیں۔ اس کے تحت گاہک بینک کو یہ یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ بینک کے سرمائے کو نقصان نہیں پہنچنے دے گا اور ایک مخصوص منافع کی شرح کو یقینی بنائے گا۔ فقہی اعتبار سے، اگر یہ وعدہ لازم ہو جائے تو یہ اس اصول کی نفی کرتا ہے جو کہتا ہے: "الخراج بالضمان" (منافع اس پر ہے جو نقصان کی ذمہ داری اٹھائے)۔[15]

### ج۔ عاملانہ اثاثوں کی حقیقی ملکیت

رننگ مشارکہ کے درست نفاذ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اثاثے جن میں شرکت کی جارہی ہے، وہ حقیقی، موجود اور قابل ملکیت ہوں۔ لیکن بہت سے کارپوریٹ اداروں میں تجارتی مال کی گردش اتنی تیز ہوتی ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر بینک کے لیے ان اثاثوں کی حقیقی ملکیت کا تعین اور اس پر قبضہ عملی طور پر انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر اثاثے کاغذوں کی حد تک رہیں اور ان کی حقیقی موجودگی یا ملکیت کا انتقال نہ ہو تو یہ معاہدہ شرعاً کالعدم ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔[16]

### معاصر اسلامی بینکاری میں اطلاق کے چیلنجز

جدید معاشی ماحول میں اسلامی بینکاری اداروں کو رننگ مشارکہ کے نفاذ میں درج ذیل عملی اور تکنیکی مشکلات کا سامنا ہے:

### کاروباری حسابات کی شفافیت:

مشارکہ اس بات کا متقاضی ہے کہ گاہک اپنے کاروبار کے تمام مالیاتی حسابات، نفع و نقصان کی رپورٹیں اور بیلنس شیٹ بینک کے ساتھ مکمل شفافیت کے ساتھ شیئر کرے۔ لیکن بہت سے تجارتی ادارے اپنی کاروباری رازداری اور ٹیکس بچانے کے حیلوں کی وجہ سے اپنے حقیقی منافع کو ظاہر کرنے سے گریز کرتے ہیں، جس سے بینک کے لیے حقیقی منافع کا حساب لگانا ناممکن ہو جاتا ہے۔

### نقصان کی صورت میں انتظامی مشکلات:

اگر کسی کاروباری ادارے کو حقیقی نقصان ہو جائے تو شرعی اصول کے مطابق بینک کو بھی اس نقصان میں شریک ہونا چاہیے۔ لیکن موجودہ بینکاری ڈھانچے میں بینکوں کے پاس اس بات کا کوئی مؤثر میکانزم موجود نہیں ہے کہ وہ کارپوریٹ کلائنٹس کے کاروباری نقصانات کو برداشت کریں، کیونکہ اس سے بینک کے اپنے ڈیپازٹرز کی رقم خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عملاً بینک نقصان کی صورت میں بھی گاہک سے بازپرس کرنے کے لیے پیچیدہ قانونی معاہدے بنا لیتے ہیں۔

### قانونی و ضابطہ جاتی ڈھانچے کی کمزوریاں:

پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں مرکزی بینکوں (مثلاً سٹیٹ بینک آف پاکستان) کے احکامات کے تحت اسلامی بینکنگ برانچز کو الگ کر کے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ملک کے مروجہ سول اور کمرشل لاز اب بھی روایتی سودی معیشت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

عدالتوں میں اسلامی مالیاتی معاہدوں (مثلاً مشارکہ کے تنازعات) کے نفاذ کے لیے کوئی مخصوص اور فوری نظام موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے بینک اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے روایتی ضمانتوں پر انحصار کرتے ہیں۔[17]

### تنقیدی تجزیہ اور تقابلی مطالعہ

رننگ مشارکہ اور روایتی کیش کریڈٹ کا تقابلی جائزہ لینے سے اسلامی بینکاری کے اندرونی تضادات اور مجبوریوں کا واضح اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل کا جدول ان دونوں کے مابین بنیادی فرق کو ظاہر کرتا ہے:

| خصوصیت | روایتی کیش کریڈٹ | اسلامی رننگ مشارکہ |
|---|---|---|
| بنیادی جواز | قرض پر سود | شراکت داری اور اثاثہ جات کی ملکیت |
| منافع کا تعین | فکسڈ یا متغیر شرح سود | مشارکہ کے ذریعے حاصل ہونے والا حقیقی تجارتی منافع |
| نقصان کا ذمہ دار | صرف قرض لینے والا | فریقین اپنے سرمائے کے تناسب سے نقصان کے ذمہ دار |
| اثاثہ کی شرط | کسی اثاثے کی لازمی ملکیت کی شرط نہیں | اثاثہ جات کا ہونا اور شراکت ضروری |
| شرعی حیثیت | قطعی حرام وسود پر مبنی | متنازعہ فیہ (اگر شرائط کی پاسداری نہ ہو تو سودی مشابہ) |

اس تقابلی مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگرچہ نظریاتی طور پر رننگ مشارکہ روایتی سود سے یکسر مختلف ہے، تاہم عملی میدان میں بینکوں کی طرف سے جب اس کے نفاذ میں تخفیف کی جاتی ہے اور کاغذی کارروائی کو اصل روح پر ترجیح دی جاتی ہے، تو یہ نظام روایتی بینکاری کے بہت قریب آ جاتا ہے۔ معاصر فقہائے کرام اس صورتحال کو "حیلہ شرعیہ" کی انتہا قرار دیتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بینکوں کو اپنی مصنوعات میں حقیقی رسک شیئرنگ کے عناصر کو فروغ دینا چاہئے۔

### اصلاحی تجاویز اور مستقبل کا لائحہ عمل

رننگ مشارکہ کے نظام کو موجودہ خامیوں اور نقائص سے پاک کرنے اور اسے شریعت مطہرہ کی روح کے مطابق ڈھالنے کے لیے درج ذیل عملی اقدامات اٹھانا ناگزیر ہیں:

حقیقی رسک شیئرنگ کا فروغ:

بینکوں کو محض کاغذی یونٹس کی خرید و فروخت پر اکتفا کرنے کے بجائے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کے ساتھ براہ راست تجارتی منصوبوں میں حقیقی شرکت کرنی چاہئے۔ منافع اور نقصان کا حساب کتاب روایتی فارمولوں کے بجائے حقیقی آڈیٹڈ رپورٹس کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔

**KIBOR کے متبادل شرعی انڈیکس کا قیام:**

اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ وہ روایتی شرح سود (KIBOR/LIBOR) پر انحصار ختم کرنے کے لیے کوئی ایسا شرعی انڈیکس تشکیل دیں جو کسی خاص معیشت کے حقیقی پیداواری شعبے اور افراط زر کی حقیقی شرح پر مبنی ہو۔

**اثاثہ جات کے انتظام میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال:**

موجودہ دور میں بلاک چین اور ڈیجیٹل لیجر ٹیکنالوجی کے ذریعے انوینٹری اور تجارتی اثاثوں کی حقیقی نقل و حرکت اور ملکیت کا شفاف ریکارڈ رکھنا ممکن ہو گیا ہے۔ اسلامی بینکوں کو رننگ مشارکہ کے تحت اثاثوں کی نگرانی کے لیے ان جدید ٹیکنالوجیز کو اپنانا چاہئے۔

**شریعت بورڈز کی بااختیار نگرانی:**

بینکوں کے اندر موجود شریعت بورڈز اور ریزیڈنٹ شریعت بورڈ ممبرز کو محض فتاویٰ جاری کرنے تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ انہیں بینک کے روزمرہ کے آپریشنز، آڈٹ اور فنانسنگ معاہدوں کی کڑی نگرانی کرنی چاہئے۔

**نتائج البحث:**

1. رننگ مشارکہ اسلامی بینکاری کی تاریخ میں ورکنگ کیپیٹل فنانسنگ کے مسائل کو حل کرنے کی ایک نہایت اہم اور جرأت مندانہ کوشش ہے۔
2. اس نے کارپوریٹ سیکٹر کو سودی اوور ڈرافٹ سے نکال کر شریعت کے مطابق نظام فراہم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔
3. تاہم، اس مقالے کے تفصیلی تجزیے سے واضح ہوا کہ اس نظام کے عملی نفاذ میں کئی فقہی اور تکنیکی چیلنجز حائل ہیں، جن میں سرفہرست یہ ہیں:
   - بنچ مارک کا مسئلہ
   - اصل سرمائے کی ضمانت کے حیلے
   - حقیقی اثاثوں کی ملکیت کے تقاضے
4. اگر اسلامی مالیاتی ادارے اور علمائے کرام باہم مل کر ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے اجتہادی بصیرت کا مظاہرہ کریں، اور اس نظام کو کاغذی کارروائی کی بجائے حقیقی نفع و نقصان کی شراکت پر استوار کریں، تو:
   - رننگ مشارکہ بینکاری کی دنیا میں ایک مثالی ماڈل بن سکتا ہے۔
   - یہ اسلامی معیشت کے اصل مقاصد (مقاصد شریعہ) یعنی عدل، معاشی توازن اور استحکام کو بھی حقیقی معنوں میں پورا کر سکتا ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

[1] محمد عمران اشرف عثمانی، اسلامی بینکاری کی تاریخ اور اصول (کراچی: ادارۃ المعارف، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۱۲۔

[2] تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کے بنیادی اصول (لاہور: فرید پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۵۵۔

[3] منذر کہف، مشارکت اور اسلامی مالیاتی ادارے (جدہ: اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۱۶ء)، ص ۸۸۔

[4] محمد عمران اشرف عثمانی، رننگ مشارکہ فنانسنگ: طریقہ کار اور شرعی حیثیت (مقالہ مطبوعہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۲۰ء)، ص ۴۵۔

[5] محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی، جلد سوم (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۲۰۔

[6] AAOIFI, Shariah Standards (Manama: Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, 2021), Standard No. 12, p. 201.

7 سامع حسن حمود، تطوير الأعمال المصرفية الإسلامية (بیروت: دار الكتب العلمية، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۷۸۔

[8] علاء الدين ابو بكر الكاسي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد ۶ (بیروت: دار الكتب العلمية، ۲۰۰۳ء)، ص ۵۸۔

[9] شمس الدين السرخسي، المبسوط، جلد ۱۱ (بیروت: دار المعرفة، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۵۲۔

[10] وهبة الزحيلي، الفقه الإسلامي وأدلته، جلد ۴ (دمشق: دار الفكر، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۸۴۰۔

[11] معین الدین احمد، شرکت متناقصہ اور جدید مالیاتی ادارے (کراچی: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۱۲۔

[12] سٹیٹ بینک آف پاکستان، اسلام اسلامی بینکاری ریگولیشنز و گائیڈ لائنز (کراچی SBP :، ۲۰۲۲ء)، ص ۴۷۔

[13] ایضاً، ص ۷۸۔

[14] غلام مرتضیٰ آزاد، اسلامی بینکاری میں سود کے عناصر اور جدید چیلنجز (لاہور: الفیصل پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ص ۲۳۰۔

[15] مفتی محمد شفیع، مسئلہ سود (کراچی: مکتبہ دار العلوم، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۹۸۔

[16] فيصل مولوي، عقود المعاملات المالية في الفقه الإسلامي المعاصر (بیروت: دار النفائس، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۵۵۔

[17] سنٹر فار اسلامک اکنامکس، رننگ مشارکہ آڈٹ رپورٹس اور تجاویز (کراچی CIE :، ۲۰۲۳ء)، ص ۴۱۔